تاجک بحران اور روسی مفادات

تاجکستان کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال جس نے کئی معاشرتی مسائل کو جنم دیا ہے، وسطی ایشیا، افغانستان اور پاکستان کے علاقے میں توجہ کا مرکز بن گئی ہے۔ ایران سمیت علاقہ کے ذرائع ابلاغ تقریباً روزانہ ہی تاجک عوام کے مسائل اور مشکلات پر تبصرے نشر کرتے رہتے ہیں۔

اِن تبصروں کے مطابق خرابی کی سب سے زیادہ ذمہ داری تاجک حکومت کے ذرائع ابلاغ پر عائد ہوتی ہے۔ آزاد ذرائع ابلاغ کی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کر کے حکومت خود متنازعہ اطلاعات فراہم کرتی ہے جن میں صورتِ حال کی خرابی کی ساری ذمہ داری حزب اختلاف پر ڈالی جاتی ہے۔ یہ وہی حزب اختلاف ہے جو ۱۹۹۲ء میں شریک اقتدار تھی مگر اب اسے "لٹیروں" "بیرونی ایجنٹوں" اور "غداروں" کا گروہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام علی رحمانوف کی حکومت نے اقوامِ متحدہ اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں کی متعدّد تجاویز کے باوجود جمہوری تبدیلیوں کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ روس نے بھی مثبت کردار ادا کرنے کی بجائے علاقے کی بالادست طاقت کی حیثیت سے اپنے مفادات کی نگہداشت اور وسطی ایشیا میں روسی اقلیّت کے تحفّظ سے متعلق اپنے مقاصد کی تکمیل کو ترجیح دی ہے۔ تاجکستان میں روس کے لیے ایسی کوئی کشش نہیں ہے کہ وہ وہاں بحالی امن کے لیے تندہی سے کام کرے۔ اس کے تاجکستان میں ایسے کوئی مفادات نہیں ہیں جنھیں تاجکستان میں جاری خانہ جنگی سے خطرہ درپیش ہو۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے کمزور تاجکستان زوال پذیر روسی معیشت پر ایک بھاری بوجھ ہے۔

تاجکستان میں موجود روسی افواج کی حمایت و پشت پناہی کے باوجود یہاں کی روسی آبادی ملک چھوڑ کر جارہی ہے۔ حالانکہ تاجک حکومت نے انہیں دوہری شہریت اختیار کرنے کی اجازت دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ نتیجتاً پانچ لاکھ روسی شہریوں میں سے صرف ایک لاکھ ہی تاجکستان میں رہ گئے ہیں۔ چھٹیوں پر جانے والے کئی (روسی) فوجی سپاہی واپس تاجکستان نہیں آتے۔ ان کی جگہ دوسروں کو بھیجا جاتا ہے جنھیں یہاں پہنچنے سے قبل یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ انہیں کہاں بھیجا جارہا ہے۔ سپاہیوں میں اخلاقی پستی سنگین صورت اختیار کر گئی ہے۔ بہت سے فوجی جوان منشیات ("نشا نا" اور "حشیش") کے عادی ہوجاتے ہیں۔

مبصرین کا خیال ہے کہ حزبِ اختلاف کو ملک میں اور ملک سے باہر تاجک آبادی میں پائیدار عوامی تائید حاصل ہے۔ موجودہ حکومت اور اِس کے اہلکاروں کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ حزبِ مخالف کی

طاقت و قوت سے صرف نظر کریں۔ اگر "کچھ لو اور کچھ دو" کے اصول کی بنیاد پر حکومت اور حزبِ اختلاف کے درمیان مذاکرات نہ ہوئے تو جمود اور تعطل کے ٹوٹنے کا کوئی امکان نہیں۔ یہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ موجودہ حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد سے ملک کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آئی ہے۔ دوشنبہ میں روسی اور تاجک فوج کے گشت میں اضافہ ہو گیا ہے نیز دوشنبہ اور اس کے مضافات میں کرفیو کا دورانیہ طویل تر کر دیا گیا ہے۔ بنیادی انسانی حقوق پامال کیے جا رہے ہیں۔ اختلاف کرنے والوں کو بلاوجہ جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ "بنیاد پرست" کہلائے جانے کے خوف سے تاجک مہاجرین وطن واپس لوٹنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ افغانستان کے داخلی مسائل کے باوجود افغانوں کی طرف سے دکھائی جانی والی ہمدردیوں کی بناء پر تاجک مہاجرین افغانستان میں اپنے آپ کو زیادہ محفوظ سمجھتے ہیں۔

ملک کی اقتصادی صورتِ حال دگرگوں ہے اور حکومت اپنی ساکھ گنوا رہی ہے۔ "ریاستی اقتصادیات" کی جگہ "مافیا اقتصادیات" نے لے لی ہے۔ ملک میں پھیلی ہوئی بے یقینی کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ کار سرمایہ لگانے میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے ہیں۔ غیر ملکی نمائندے کہتے ہیں کہ ملک "مطلق العنان لٹیروں" کے قبضے میں ہے۔

حکومت کے لیے حزبِ اختلاف کا پیغام یہ ہے کہ حزبِ اختلاف کے ارکان "غیر ملکی" یا "کاغذی شیر" نہیں ہیں اور تاجک ہونے کی حیثیت سے انہیں بھی ملک کے مستقبل کی فکر ہے۔ مبصرین کے مطابق ملک کا کم از کم پندرہ فیصد رقبہ تاجک مجاہدین کے قبضہ میں ہے جہاں سے وہ، مقامی لوگوں کی مدد سے، اپنی جنگ جاری رکھ سکتے ہیں۔ (بہ شکریہ سنٹرل ایشیا بریف، لیسٹر، برطانیہ)

"اسلامی بنیاد پرستی" اور "یورو ایشین یونین"
ازبک وزارت دفاع کی نظر میں

ازبکستان کے وزیر دفاع لیفٹیننٹ جنرل رستم احمدوف نے خبردار کیا ہے کہ "اسلامی بنیاد پرستوں کی طرف سے [حکومت پر] پڑنے والا دباؤ ملک کو عدم استحکام سے دوچار کر سکتا ہے۔ ازبک وزیر دفاع نے کہا "یہ حقیقت اب راز نہیں رہی ہے کہ ملک کے دشمن ہماری راہ میں ہر قسم کی رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں۔ حکومت کو دھمکیاں دینے، اس پر دباؤ ڈالنے اور خلاف حقیقت افواہیں پھیلانے کے ذریعے یہ ملک دشمن [بنیاد پرست] معاشرہ میں ٹکراؤ اور تصادم کی تخم ریزی کر رہے ہیں۔ اور اس طریقے سے یہ بنیاد پرست ہمیں "اسلامی بنیاد پرستی" کے حلقہ میں زبردستی دھکیلنا چاہتے ہیں"۔

باقی صفحہ ۳۱ پر